

## الاستفادة

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متن اس مسئلہ کے بارے میں کہ:  
کہ نکاح کے موقع پر چھوارے، بادام وغیرہ پھیکنا اور اس کو سنت و متحب عمل سمجھنا خواہ عقد نکاح کی تقریب  
مسجد میں ہو خواہ مسجد سے باہر ہو رہی ہو، جیسا کہ خیر الفتاوی میں ایک سوال کے جواب میں بغیر کسی تخصیص کے جواب  
دیا گیا، کہ شادی کے موقع پر چھوارے پھیکنا سنت ہے۔

سوال و جواب ملاحظہ ہو:

چھوارے پھیکنا سنت ہے یا تقسیم کرنا؟

شادی کے موقع پر چھوارے پھیکنا سنت ہے یا تقسیم کرنا سنت ہے؟

**الجواب** صورت مسئولہ میں شادی کے موقع پر چھوارے پھیکنا سنت ہے:

فی الحديث: ان النبی ﷺ حضر فی املاک (ای نکاح) فاتی بطبقاً علیها جوز  
ولوز و تمر، فشرت فقبضنا ایدینا فقال ما بالکم لاتأخذون فقالوا لأنک نهیت عن  
النبی فقال مما نهیتكم عن نبھی العساکر، خذوا على اسم الله فجادبنا وجاذبنا.

(اعلاء السنن ص 11) و الله اعلم بالصواب

بندہ محمد احیا غفران اللہ (۱۳۱۸ / ۵ / ۲۰)

(خیر الفتاوی ج 4 ص 585 ط: امدادیہ ملکان)

اسی طرح فتاویٰ حقانیہ میں بغیر کسی تخصیص کے جواب دیا گیا کہ چھوارے تقسیم کرنے کی بجائے پھیکنا سنت ہے۔

سوال و جواب ملاحظہ ہو:

بوقت نکاح چھوارے پھیکنا سنت ہے

سوال: نکاح کے وقت چھوہارے پھیکنا سنت ہے یا کہ حاضرین مجلس نکاح میں فرد افراد تقسیم کرنا افضل ہے؟

**الجواب:** رسول اللہ ﷺ کے عمل مبارک اور فقہاء کرام کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ مجلس نکاح کے شرکاء  
میں فرد افراد چھوہارے تقسیم کرنے کی بجائے پھیکنا سنت ہے۔

ذکر العلامہ ظفر احمد عثمانی: ان النبی ﷺ حضر فی املاک (ای نکاح) فاتی  
بطلاق علیها جوز و لوز و تمر، فشرت فقبضنا ایدینا فقال ما بالکم لاتأخذون  
قالوا لأنک نهیت عن النبی فقال مما نهیتكم عن نبھی العساکر، خذوا على اسم الله  
فجادبنا وجاذبنا.

(فتاویٰ حقانیہ ج 4 ص 321)

(اعلاء السنن ص 11)

جاری ہے۔۔۔



البیت کتاب الفتاوی میں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ مساجد کے اندر اگر نکاح ہو تو  
کھور لانے سے بہتر تقسیم کر دینا ہے کہ اس میں احترام مسجد کی زیادہ رعایت ہے:  
سوال و جواب ملاحظہ ہو:

### نکاح کے موقع پر کھور لانا

سوال: (1643) بندہ کو ایک شادی کے موقع پر جانا ہوا، تو نکاح کے بعد چھوہارہ تقسیم کرنے کے بجائے لانا یا  
کیا، بعض لوگ اس پر ناراض ہوئے، کیا شرعاً مسجد میں اس طرح لانا درست ہے؟

جواب: حدیث کی مشہور کتاب "سنن بیهقی" میں حضرت معاذ بن جبل سے مردی ہے:

رسول اللہ ﷺ ایک نکاح میں شریک ہوئے آپ ﷺ کے پاس ایک طشت لایا گیا، جس میں اخروت،  
ہادام اور کھور تھے، ان چیزوں کو بکھیر دیا گیا، ہم لوگ ابتداء لینے سے رکے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے چھین جھٹ  
کرنے منع فرمایا تھا، آپ ﷺ نے ہم لوگوں کے رکے رہنے کی بابت دریافت فرمایا؟ میں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ  
(ﷺ) نے کسی چیز کو لوٹنے سے منع فرمایا ہے، آپ ﷺ نے اس موقع پر اس کی اجازت مرحت فرمائی، لیکن یہ  
روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے:

اس لیے فقہاء نے اس موقع پر کھور وغیرہ تقسیم کرنے کی اجازت دی ہے اور لانے کی بھی، لیکن تقسیم کرنے کو  
بہتر قرار دیا ہے:

ویحل لشر سکر وہ رمیۃ مفرقاً وغیرہ۔۔۔۔۔ ولکن ترکہ اولی۔

(الفتاوی الہندیہ ج 5 ص 345)

رقم المعرفہ کا خیال یہ ہے کہ مساجد کے اندر اگر نکاح ہو تو کھور لانے سے بہتر تقسیم کر دینا ہے کہ اس میں  
احترام مسجد کی زیادہ رعایت ہے۔

(کتاب الفتاوی ج 4 ص 444، 445)

ان فتاوی جات میں جس حدیث سے انتدال کیا گیا ہے اس کے بارے میں حضرت عثیانی کی تحقیق یہ ہے:  
فقد روی البیهقی عن معاذ بن جبل بسند فيه ضعف والقطعاع "ان النبی ﷺ حضر  
فی املاک (ای نکاح) فاتی بطريق علیها جوز ولو زوت مر، فنشرت فقضنا ایدينا فقال  
ما بالكم لا تأخذون فقلالو الأنك نهيت عن النبی فقال مما نهيتكم عن نهیي العساكر،  
خدوا على اسم الله لجاذبنا وجاذبنا، واغرب امام الحرمين فصححة من حدیث جابر  
وهو لا يوجد ضعيف الفضلا عن صحيح، وفي "مصنف ابن ابی شیبہ" عن الحسن  
والشعیب: أنهم ما كانوا لايربان بأسابالنهب في العرسات والولائم، وكرهه أبو مسعود  
جاری ہے۔۔۔۔۔



وابراهیم و عکرمه کے ائمہ العلیٰ علیهم السلام

(اعلای السنن کتاب النکاح باب استحباب الوليمة و کون۔ ص 12)

اس کے برخلاف باقیات روایتی میں محدث دو روایات، اللہ تعالیٰ مسیح مولانا راہب احمد گاؤانی کی تحقیق سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سنت جان کرلوٹا اور لوٹا بدرعت ہے۔  
تحقیق ملاحظہ ہو:

مجلس نکاح میں چھوارے لٹانے کا حکم

چھوارے وغیرہ لٹانے کو عقد نکاح میں، اگرچہ بعض فقہاء نے لامس پہلے کھا ہے اور بعض نے مکروہ۔۔۔ ترک اس کا بالاتفاق اولیٰ ہے۔ شرح منہاج علیٰ میں لکھا ہے:

”وکل نشر الشکر وغیرہ كاللوز والجوز والتمر (لی الاملاک) على المرأة للنكاح  
ولفي الختان (ولا يكره لی الأصح) لكن الأولى تركه“ التهی.

اور ابن حجر عسقلانی نے شرح منہاج میں لکھا ہے:

”ونازع الاوزاعی لی حل نشر هابان لیه اضاعتہ و ابداء بما يؤدی الى القتل“

اور یہ بھی ابن حجر عسقلانی نے شرح منہاج میں لکھا ہے:

”ولذلك انتصر جمع للكرامة و اطالوا اللنه ول الصحيح عن النهي“

اور سنت جان کرلوٹا اور لوٹا بدرعت ہے۔ اور روایت لٹانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی، عقد نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میں اگرچہ بعض کتب سیر، مانند مواہب و مدارج و روضۃ الاحباب میں منقول ہے، لیکن موضوع ہے۔

فوائد المجموعۃ الاحادیث الموضوعۃ میں مرقوم ہے:

”أن النبي تزوج امرأة من نسائه فنشر واعلى رأسه تمر عجوة. رواه الخطيب عن عائشة“

مرفوعاً في إسناده: سعید بن سلام کذاب. والحديث باطل“

اور میزان الاعتدال میں مسطور ہے

محمد بن دیار العرفی عن هشیم، اتی بحدیث کدب ولا بدی من هو

اور ابن حجر عسقلانی نے لسان المیزان میں ذکر کیا ہے کہ حدیث جھوٹی ہے، کہ جس میں انتہاب چھواروں کا ذکر ہے (3) عقد نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میں اور مانند اسی کے ذکر کیا ہے۔

سیوطی نے لالی مصنوعہ فی الاحادیث الموضوعۃ میں اور عراقی نے تنزیۃ الشریعۃ میں، اور ذہبی نے تمہیض میں اور سوائے اس کے اور احادیث سے کھجوروں کے لٹانے پر بعض دلیل لائے ہیں وہ سب موضوع ہیں اور قبل احتجاج نہیں اس حدیث کو کہ:

تزوج رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم امرأة من نسائه فنشر واعلى رأسها تمر عجوة

جاری ہے۔۔۔

ابن طاہر پٹنی نے اپنے تذکرہ میں میں اور شوکانی نے اپنی کتاب موضوعات میں لکھا ہے کہ یہ حدیث باطل ہے اور اس کے اسناد میں سعید بن سلام کذاب ہے اور تنزیہ الشریعۃ میں سعید بن سلام کے متعلق مذکور ہے:

قال احمد و ابن معین کذاب، وقال بخاری یہ کہ بحوض الحدیث

اور حدیث لم انہکم عن نہبۃ الولاء بھی موضوع ہے، اس کے اسناد میں بشر بن ابراہیم ہے کہ روایت کرتا ہے موضوعات کو۔ ایسا ہی ذکر کیا ہے ابن طاہر پٹنی اور شوکانی اور تنزیہ الشریعۃ میں مرقوم ہے

قال ابن حبان وغیرہ، کان یضع الحدیث و اللہ تعالیٰ اعلم

انتہاب بلاشبہ باعث فساد ہے، اگر یوں ہی تقسیم کرے بغیر اعتقاد سنیت تو شیوع اور قریئۃ اباحت میں ہے۔

حررہ ملا قطب الدین (مجموعہ کلآن ص 109 تا 111)

(باقیات فتاویٰ رشیدیہ ص 567، 568)

اس سلسلہ میں آپ حضرات کی کیارائے ہے:

(1) چھوارے، بادام وغیرہ تقسیم کرنا سنت و مستحب ہے؟ (2) آجکل کے ماحول میں مساجد میں بوقت عقد نکاح چھوراے پھینکنا سنت و مستحب عمل ہے؟ یا اس کا ترک بہتر ہے؟ (3) اگر عقد نکاح کی تقریب مسجد سے باہر ہو رہی ہو تو اس وقت چھوارے، بادام وغیرہ سنت سمجھ کر پھینکنا کیسا ہے؟ آجکل کے ماحول سے بھی آپ حضرات بخوبی واقف ہیں کہ چھوارے پھینکنے کے وقت کس تدریج ماحول خراب ہوتا ہے۔ بینوا تو جروا

المستفتی: مفتی محمد رفیق صاحب

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم رحیمیہ ملتان

فون نمبر: 0302-7308188





(۱)۔۔۔ نکاح کے موقع پر چھوہارے لٹانے کا ذکر ایک حدیث ضعیف میں ملتا ہے اور فی نفس مباحث ہے لیکن حدیث ضعیف ہونے کی وجہ سے اس عمل کو سنت قرار نہیں دیا جاسکتا اور نہ ہی متفقہ میں میں سے کسی نے اس کو سنت قرار دیا ہے، بلکہ اس بارے میں فقهاء متفقہ میں کے درمیان اختلاف منقول ہے کہ یہ عمل جائز ہے یا مکروہ، تو حضرت ابرھیم بن علیؑ، حضرت عکرمہ، حضرت عطاءؓ وغیرہ سے منقول ہے کہ انہوں نے شکر اور کھجور لٹانے کو ناپسند فرمایا ہے جبکہ امام ابو حنیفہ، حضرت حسن بصری وغیرہ رحمہم اللہ سے منقول ہے کہ انہوں نے اس عمل کو جائز قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں، حضرت امام طحاویؓ نے ایک مستقل باب میں دونوں طرف کے اکابرین کے اقوال جمع کر کے ترجیح اس کو دی ہے کہ یہ عمل جائز ہے اس میں کوئی کراہت نہیں اور اسی کو حضرت امام ابو حنیفہ اور صاحبین گامذہب قرار دیا ہے (شرح معانی الاشمار للطحاوی ۲/۳۲)

لہذا بہتر یہ ہے کہ جہاں دوسرے مفاسد (مسجد کی بے حرمتی، ایذ ار سانی) سے بچنا ممکن ہو وہاں ایسا کرنا جائز ہے لیکن جہاں مفاسد کا اندیشه ہو وہاں اس سے پرہیز کر کے چھوہارے تقسیم کرنے ہی پر اکتفا کرنا مناسب ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ میں حضرت مفتی رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ کی ذکر کردہ تفصیل سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے۔ سوال: شادی کے وقت نکاح کے خرموں کا لٹانا اور لوٹنا جائز ہے یا نہیں اور حدیث انس رضی اللہ کی جو موید لوٹنے چھوڑوں کی ہے معتمد ہے یا نہیں اور فقهاء کا اس میں کیا مذہب ہے اور قام فرمائیے؟

الجواب: ایسے جزئی عمل کچھ ضروری نہیں اگرچہ ایسا الوثنا درست ہو مگر یہ روایت چندالاں معتمد نہیں اور اس کے فعل سے اکثر چوٹ آجائی ہے اگر مسجد میں نکاح ہو تو بے تعظیمی مسجد کی بھی ہوتی ہے، لہذا حدیث ضعیف پر عمل کر کے موجب اذیت مسلم کا ہونا ہے اور مسجد کی شان کے خلاف فعل ہونا مناسب نہیں اور اس روایت کو لوگوں نے ضعیف لکھا ہے۔ (آخذہ التبوبیہ: ۷۷/۱۳۸۶)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ دیگر مفاسد نہ ہو تو فی نفس چھوہارے لٹانے کی اجازت ہے لیکن حدیث ضعیف سے ثابت ہونے کی وجہ سے اسے سنت قرار نہیں دیا جاسکتا۔

المبسوط للسرخسي (۳۰/۱۲۸)

وقيل كان سبب تحوله إلى أبي حنيفة تقلد ابن أبي ليلى القضاء فإن أبا

يوسف كره له تقلد القضاء فحمله ذلك إلى التحول إلى مجلس أبي حنيفة -

رحمه الله تعالى - فابتلاه الله تعالى حتى تقلد القضاء وصار ذلك صفة له

يعرف بما من بين أصحاب أبي حنيفة فيقال أبو يوسف القاضي ولا يقال

ذلك لا يعذب سواه من نقلك منهم القضاة وهم لم يقلوا وفيما كان سببه أنه كان  
يبيع ابن أبي ليمى وقد شهد ملاك رجل فلما لآخر السكر أحد أبو يوسف -  
ووجه الله - بعضاً لمحكم له ذلك ابن أبي ليمى وأخلط له القول وقال أما علمت  
أن هذا لا يحمل فحشاء أبو يوسف إلى أبي حنيفة - وجه الله - فسأله عن  
أصحابه - رضي الله عنهم كان في ملاك رجل من الانصار ثثير التمر فجعل  
رسول الله - صلى الله عليه وسلم - يرفع ذلك ويقول لأصحابه انتبهوا  
وبلغنا «أن النبي - صلى الله عليه وسلم - في حجة الوداع لما تحر مائة بدنه  
أمر بأن يوحى له من كل بدنه قطعة ثم قال من شاء أن يقتطع فليقطع»

### شرح معاني الآثار - الطحاوي (٥١ / ٣)

حدثنا يزيد بن سنان قال ثنا يحيى بن سعيد القطان عن أشعث عن الحسن  
قال : لا يأس بانتهاب الحوز وقال محمد بن سيرين يضعون في أيديهم وما فيه  
الإباحة من هذه الآثار عندنا أوجه في النظر مما فيه الكراهة منها وهذا قول  
أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد بن الحسن رحمة الله عليهم ..... حدثنا بن  
أبي داود قال ثنا علي بن الحمود قال أخبرنا سعيد عن حصين عن عكرمة :  
أنه كرهه ..... حدثنا بن أبي داود قال ثنا علي بن الحمود قال ثنا  
سعيد عن الحكم قال : كنت أمشي بين إبراهيم والشعبي فتذاكرنا إشار العرس  
فكراهية إبراهيم ولم يكره الشعبي فقد يجوز أيضاً أن يكون إبراهيم كره ذلك  
من أهل ما ذكرنا من عسوف العطس على المتهبين فنظرنا في  
ذلك ..... والله سبحانه وتعالى أعلم

جامعة  
محمد تقى رنگونی  
دارالآقایاء جامعه دارالعلوم کراچی  
۱۴۳۸ھ / ۲ ربیع الثانی / ۵ جنوری ۲۰۱۷ء



الجواب صحیح  
ینزه مکتبہ عقائد اللہ

مفکی جامعہ دارالعلوم کراچی  
دارالآقایاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۴۳۸ھ / ۲ ربیع الثانی / ۵ جنوری ۲۰۱۷ء

الجواب صحیح  
بنیل الدین  
۱۴۳۸ھ / ۲ ربیع الثانی / ۵ جنوری ۲۰۱۷ء



الجواب صحیح  
۱۴۳۸ھ / ۲ ربیع الثانی / ۵ جنوری ۲۰۱۷ء